خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ 16- ستمبر 1998ء

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

213029

CPL 61

بدھ 16- ستمبر 1998ء 24 جمادی الاول 1419ھ -16- تبوک 1377ھش جلد 48-83 نمبر 204

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یتامیٰ سے حسنِ سلوک

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھروں میں سے بہترین گھروہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور بدترین گھروہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہو۔

(ابن ماجہ ابواب الادب باب حق الیتیم)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سورۃ نساء آیت 6-7 اور 10' 11 کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں)

اگر کوئی ایسا تم میں مالدار ہو جو صحیح العقل نہ ہو مثلاً یتیم یا نابالغ ہو اور اندیشہ ہو کہ وہ اپنی حماقت سے اپنے مال کو ضائع کر دے گا تو تم (بطور کورٹ آف وارڈس کے) وہ تمام مال جس پر سلسلہ تجارت اور معیشت کا چلتا ہے ان بیوقوفوں کے حوالہ مت کرو اور اس مال میں سے بقدر ضرورت ان کے کھانے اور پہننے کے لئے دے دیا کرو اور ان کو اچھی باتیں قول معروف کی کہتے رہو۔ یعنی ایسی باتیں جن سے ان کی عقل اور تمیز بڑھے اور ایک طور سے ان کے مناسب حال ان کی تربیت ہو جائے اور جاہل اور ناتجربہ کار نہ رہیں۔ اگر وہ تاجر کے بیٹے ہیں تو تجارت کے طریقے ان کو سکھلاؤ اور اگر کوئی اور پیشہ رکھتے ہوں تو اس پیشہ کے مناسب حال ان کو پختہ کر دو۔ غرض ساتھ ساتھ ان کو تعلیم دیتے جاؤ اور اپنی تعلیم کا وقتاً فوقتاً امتحان بھی کرتے جاؤ کہ جو کچھ تم نے سکھلایا انہوں نے سمجھا بھی ہے یا نہیں۔ پھر جب نکاح کے لائق ہو جائیں یعنی عمر قریباً اٹھارہ برس تک پہنچ جائے اور تم دیکھو کہ ان میں اپنے مال کے انتظام کی عقل پیدا ہو گئی ہے تو ان کا مال ان کے حوالہ کرو۔ اور فضول خرچی کے طور پر ان کا مال خرچ نہ کرو۔ اور نہ اس خوف سے جلدی کر کے کہ اگر یہ بڑے ہو جائیں گے تو اپنا مال لے لیں گے۔ ان کے مال کا نقصان کرو۔ جو شخص دولتمند ہو اس کو نہیں چاہئے کہ ان کے مال میں سے کچھ حق الخدمت لیوے لیکن ایک محتاج بطور معروف لے سکتا ہے۔

عرب میں مالی محافظوں کے لئے یہ طریق معروف تھا کہ اگر یتیموں کے کار پرداز ان کے مال میں سے لینا چاہتے تو حتی الوسع یہ قاعدہ جاری رکھتے کہ جو کچھ یتیم کے مال کو تجارت سے فائدہ ہو اس میں سے آپ بھی لیتے۔ راس المال کو تباہ نہ کرتے۔ سو اسی عادت کی طرف اشارہ ہے کہ تم بھی ایسا کرو اور پھر فرمایا کہ جب تم یتیموں کو مال واپس کرنے لگو تو گواہوں کے روبرو ان کو ان کا مال دو اور جو شخص فوت ہونے لگے اور بچے اس کے ضعیف اور صغیرالسن ہوں تو اس کو نہیں چاہئے کہ کوئی ایسی وصیت کرے کہ جس میں بچوں کی حق تلفی ہو۔ جو لوگ ایسے طور سے یتیم کا مال کھاتے ہیں جس سے یتیم پر ظلم ہو جائے تو وہ مال نہیں بلکہ آگ کھاتے ہیں اور آخر جلانے والی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 347-346)

قومی فریضہ

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں

"رسول کریم ﷺ کے زمانہ کا واقعہ ہے ایک بچہ یتیم رہ گیا تو بعض صحابہؓ میں آپس میں لڑائی شروع ہو گئی۔ ایک کہتا میں اس کی پرورش کروں گا۔ دوسرا کہتا میں اس کی پرورش کروں گا آخر رسول کریم ﷺ کے پاس یہ معاملہ پہنچا تو آپؐ نے فرمایا کہ بچہ سامنے کرو اور وہ جس کو پسند کرے اس کے سپرد کر دو"

(تفسیر کبیر جلد دوم ص 497)

"ضروری ہے کہ ساری قوم کا کریکٹر بن جائے کہ جب کوئی فوت ہو تو یہ سوال نہ ہو کہ کون اس کے بچوں کی پرورش کرے گا بلکہ لوگ خود دوڑتے ہوئے جائیں اور ان بچوں کو سینہ سے لگاتے ہوئے اپنے گھروں میں لے جائیں اور اپنے بچوں کی طرح بلکہ اپنے بچوں سے بھی بڑھ کر ان سے محبت اور پیار اور نرمی اور شفقت کا سلوک کریں۔"

(تفسیر کبیر جلد ہفتم ص 497)

رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں یتامیٰ کی خبرگیری کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی۔ مشرکین مکہ مارے جاتے تھے تو ان کے یتیم بچوں کی کوئی دیکھ بھال نہیں کرتا تھا مگر مدینہ کے لوگ اپنے یتامیٰ کو سر پر اٹھا لیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مدینہ کے لوگ ایثار اور قربانی سے ڈرتے نہیں تھے۔"

(تفسیر کبیر جلد دہم ص 220)

کفالت یکصد یتامیٰ

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں ان سے گذارش ہے کہ وہ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی ماہوار مقرر کرنا چاہیں اس کی اطلاع دفتر کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ کو کر کے اپنی رقوم براہ راست امانت کفالت یکصد یتامیٰ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کرانا شروع کر دیں۔ فی الوقت ایک یتیم بچے کی کفالت کا اندازہ خرچ 500 روپے سے ایک ہزار تک ماہوار ہے۔ الحمدللہ کہ اس وقت تقریباً گیارہ صد یتیم بچوں کی باحسن طریق کفالت کی توفیق مل رہی ہے۔

سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ

قومی تباہی کا سب سے بڑا سبب یتامیٰ کی خبر گیری نہ کرنا ہے۔

(حضرت مصلح موعود۔ تفسیر کبیر جلد 8 ص 567)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت
2-50 روپے

مرتبہ- حافظ عبدالحلیم صاحب

اردو کلاس کی باتیں

ریکارڈ شدہ 2- ستمبر 1998
جو 5- ستمبر 1998ء کو نشر ہوئی

حضور ایدہ اللہ جرمنی کے دورہ کے بعد آج پہلے دن تشریف لائے تھے اردو کلاس کے آغاز میں فرمایا:-

ماشاء اللہ ہماری اردو کلاس کے سبق دیکھ کر اور سن کر بہت لوگوں کو اردو آگئی ہے۔ جرمنی کے دورے پہ ملاقاتوں کے وقت میں حیران رہ گیا دیکھ کے۔ بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔

قرآن شفاء ہے

فرمایا۔

قرآن کریم میں شفاء ہے۔ روحانی بھی جسمانی بھی۔ یہ خیال درست ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر جب یہ رسم بن جائے اور بعض جگہ کمائی کا ذریعہ بن جائے۔ تو اس وقت ضروری ہوتا ہے کہ اس کو اس رسم کو توڑا جائے یہی حضرت مسیح موعود.... کا موقف تھا۔ آپ نے خود سورۃ فاتحہ کا دم بھی دیا۔ کئی دفعہ پہلے دم دے چکے تھے مگر جب دیکھا کہ جماعت کے اندر کچھ رسم سی بن رہی ہے۔ تو اسے سختی سے روک دیا۔ ذکر حبیب میں سے ایک روایت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ایک دوست نے حضرت مسیح موعود سے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جائے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تاکہ اس کو شفاء ہو حضرت نے فرمایا بے شک قرآن شریف میں شفاء ہے روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے مگر اس طرح کا کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلاء ہے۔ قرآن شریف کو تم اس امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو۔ تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا۔ بہت گہری بات ہے مطلب یہ ہے کہ تم جب پیشے کی خاطر پڑھو گے تو ناکام جائیں گی فائدہ کوئی نہیں پہنچے گا۔ تو قرآن کو اس امتحان میں نہ ڈالو۔ لوگ سمجھیں گے قرآن ناکام ہو گیا۔ حالانکہ تمہاری غلطی تھی۔ تم ناکام ہو گئے۔

فرمایا۔

حضرت مسیح موعود کی تحریریں بہت گہری ہیں بہت گہرے معانی رکھتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

بعض دفعہ سورۃ فاتحہ میں جو خاص شفاء ہے اس کا میں نے بھی تجربہ کیا ہے۔ (ضمناً فرمایا جو سانپ کا علاج کیا کرتا تھا سورہ فاتحہ سے وہ تو خود بھی سانپ کاٹے سے ہی بے چارہ مر گیا یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک نشان ہے کہ ہر چیز کو کوئی عادت یا شعبدہ نہ بنایا کرو۔ اللہ کی مرضی ہے جب تک چاہے رکھے جب چاہے نہ رکھے) پشاور کا واقعہ ہے وہاں میں ایک دفعہ گیا، جلسہ تھا۔ اس میں بہت سے غیر احمدی مدعو تھے مردان میں جلسہ ہو رہا تھا۔ اس زمانے میں ہمارے سوال و جواب میں بہت رونق ہوا کرتی تھی۔ کثرت سے علماء ارد گرد سے آئے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے مغرب کی نماز تھی۔ مغرب کی نماز کے بعد ہم نے جلسہ شروع کرنا تھا۔ مغرب کی نماز میں مجھے اتنی متلی ہو رہی تھی۔ شدید سردرد (کیونکہ بہت لمبا سفر کر کے آیا تھا) اور متلی لگتا تھا کہ یہیں قے ہو جائے گی اور نماز میں تو میں نے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا پھر مجھے خیال آیا کہ اگر تقریر کرتے کرتے قے ہو گئی تو جتنے آنے والے ہیں انہوں نے کہنا ہے دیکھ لو یہ حال ہے اور جو اثر ہے وہ سارا مٹ جائے گا۔ اس پر اچانک مجھے یاد آیا کہ سورہ فاتحہ میں شفاء ہے میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت تو کرتا ہی ہوں اس نیت سے کروں کہ اے اللہ کوئی دوائی نہیں ہے اب یہ سورہ میں پڑھ رہا ہوں (یعنی نماز میں کھڑے ہو کر) اور اب مجھے اس کی شفاء کا معجزہ دکھا۔ یعنی جب انسان بے بس ہو اس وقت یہ کام کرے۔ جب کوئی دوا نہ ہو کوئی چارہ نہ ہو اس وقت یہ واقعہ میں کام دکھاتی ہے اب سوچو ذرا کہ سورہ فاتحہ تو روز پڑھتا ہی تھا نماز میں لیکن یہ نیت کر کے اندازہ لگا کے کہ اس کا فائدہ پہنچے۔ یہ دعا شفاء کا موجب بنے۔

جب سجدے میں گیا ہوں تو بھول ہی گیا تھا کہ میں بیمار ہوں۔ اتنی جلدی شفاء ہوئی ہے کہ آج تک میں نے کبھی نہیں دیکھا (ایک دو دفعہ اور تجربے ہوئے ہیں بعض) مگر بغیر دوا کے ایک دم ایسی شفاء ہوئی کہ میں نے سجدہ کیا ہے مجھے ایک دم خیال آیا ہے کہ درد ہے ہی نہیں نہ سردرد نہ متلی نہ کوئی نشان باقی فرمایا:-

یہ ہے شفاء کا مضمون جو حضرت مسیح موعود..... بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

قرآن کو اس امتحان میں نہ ڈالو اگر تم نے پیشہ بنا لیا تو پھر تم ناکام ہو گے اور لوگ کہیں گے قرآن ناکام ہو گیا۔ مگر جب پیشہ نہ بنایا ہو مجبوری کی دعا ہو تو پھر سورہ فاتحہ کام کرتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا۔

ایک واقعہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی گزرا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دو صحابی سفر کر رہے تھے۔ اور رستے میں ان کو بہت بھوک لگی۔ نہ دانہ نہ پانی برا حال۔ کچھ کھانے کو نہیں تھا بے حد بھوک لگی۔ تو ایک گاؤں دیکھا وہاں گئے تو پتہ چلا وہ تو دشمن کا گاؤں ہے انہوں نے باہر سے ہی نکال دیا خبردار جو ہمارے گاؤں میں داخل ہوئے۔ تمہیں کھانا دینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ نکال کے اپنے سردار کو بتایا کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ تو اس نے کہا بیوقوفو میں بیمار ہوں میرا سر پھٹا جا رہا ہے سردرد سے۔ تمہارا کوئی علاج کام نہیں کر رہا کیا پتہ ان کو کوئی نسخہ آتا ہو۔ دوڑو پیچھے پیچھے اور ان کو بلا کے لاؤ۔ چنانچہ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ آدمی دوڑے دوڑے گئے۔ واپس لے آئے۔

سردار نے پوچھا میں مر رہا ہوں کوئی نسخہ؟

ایک کو خیال تھا کہ سورۃ فاتحہ کا نام شفاء بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ فاتحہ کا نام شفاء بھی رکھا تھا۔ تو اس نے اسی پر سورہ فاتحہ پڑھی۔ پانی منگوایا دم کیا پانی پلایا۔ ایک دم ٹھیک ہو گیا۔ اٹھ کے بیٹھ گیا اس نے کہا کمال ہو گیا ہے میں تو حیران رہ گیا ہوں اتنی جلدی شفاء۔

اس نے کہا ان کو پانی پلاؤ کھانا بھی کھلاؤ۔ اور ساتھ ان کے بکری بھی کر دو۔ اور دوسری کھانے کی چیزیں ساتھ کر دو۔ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد جب چل پڑے تو دونوں کی آپس میں بحث چل پڑی۔ جس نے دم پڑھا تھا وہ کہتا تھا جائز ہے دوسرے نے کہا نہیں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ قرآن کی آیات کو سستے داموں نہ بیچو۔ ہم نے تو بیچ دیں۔ ہمیں نہیں چاہئے تھا کہ ان سے کچھ لیتے اس نے کہا یہ مطلب اس کا نہیں ہے۔ یہ بحث کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ یہ واقعہ ہوا ہے آپؐ نے فرمایا۔ سستے داموں بیچو کا یہ مطلب تو نہیں ہے وہ تو جو آیتیں بیچتے ہیں۔ وہ مراد ہے۔ یہودیوں کے علماء ہوا کرتے تھے۔ وہ مراد ہے۔

سورۃ فاتحہ میں اللہ نے شفاء رکھی ہے اس سے شفاء ہو گئی۔ اور کوئی اپنی خوشی سے دے رہا ہے تم نے سودا نہیں کیا مانگا نہیں۔ یہ جائز ہے۔ اور فرمایا جو گوشت تمہیں دیا گیا ہے دکھاؤ اس میں سے رسولؐ اللہ نے خود بھی کھایا۔ یہ تسلی دینے کی خاطر کہ میں فتویٰ نہیں دے رہا صرف۔ میں اتنا جائز سمجھتا ہوں کہ تمہارے سامنے خود کھا رہا ہوں۔

پھر حضور نے ایک چینی لطیفہ سنایا جو قارئین کی تفنن طبع کے لئے پیش ہے۔

چینی لطیفہ ایک مصور تھا اس نے ایک کلاس لگائی ہوئی تھی ان کو بھی تصویریں بنانے کا آرٹ سکھاتا تھا۔ ایک دفعہ نمائش لگی تصویروں کی۔ اس میں مختلف مصوروں کے فن پارے تھے اس کی بھی تصاویر ایک کمرے میں لگیں۔ اس نے اپنی کلاس کو کہا تم بھی جاؤ فائدہ اٹھاؤ۔ وہاں بڑے بڑے آرٹسٹوں کی تصویریں ہوں گی دیکھو۔ میری بھی بنائی ہوئی تصویریں دیکھ لینا۔ تو جب کلاس واپس آئی تو اس نے ان سے پوچھا۔ کیا حال تھا نمائش کیسی رہی۔ انہوں نے جواب دیا ہم نے سوائے آپ کی تصویروں کے اور کوئی تصویر نہیں دیکھی۔

بہت خوش ہوا اس نے کہا اچھا۔ تمہیں کوئی اور پسند نہیں آئی۔ انہوں نے کہا نہیں یہ بات نہیں تھی۔ باقی کمروں میں اتنا رش تھا گھسا ہی نہیں جاتا تھا۔ صرف ایک کمرہ خالی تھا وہ آپ کی تصویروں کا تھا۔ اس لئے ہم وہاں چلے گئے۔

فرمایا۔

اردو کلاس کے نغمے بھی لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔ وہاں جا کے پتہ چلا کہ بچے انتظار کرتے رہتے ہیں۔ کہ اردو کلاس کی بچیاں اور لڑکے کوئی نغمہ سنائیں۔ ایک بچی نے حضرت مسیح موعود کے کلام کے چند اشعار پڑھے جو ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
اے دوستو پیارو! عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو' کچھ کام میں گزارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
جی مت لگاؤ اس سے دل کو چھڑاؤ اس سے
رغبت ہٹاؤ اس سے بس دور جاؤ اس سے
یارو یہ اژدھا ہے جاں کو بچاؤ اس سے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

شہد اور اس کی مکھی

فرمایا۔

موم کیا ہوتی ہے؟ اور کس طرح بنتی ہے؟ پھر خود ہی حضور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:- شہد کی مکھی بناتی ہے یہ فن دنیا نے شہد کی مکھی سے سیکھا ہے ورنہ کسی کو موم کا کچھ پتہ نہیں تھا شہد کی مکھی بناتی ہے کیوں بناتی ہے؟ اس سے گھر بناتی ہے۔ شہد کی مکھی کا گھر موم کا بنا ہوا ہوتا ہے اور یہ موم کہاں سے لیتی ہے؟ درختوں سے موم نکالنا یہ اللہ کی طرف سے اس کو فن ملا ہوا ہے کسی کو سمجھ نہیں آسکتی کہ کس طرح اس کے دماغ میں یہ بات آئی کہ گھر بنانے کے لئے درختوں میں سے موم نکالو۔

اس کے بنانے کا جو طریقہ ہے وہ آج تک سائنسدانوں کو سمجھ نہیں آئی۔ کہ اس طریقے کا اس کو کیسے پتہ چلا۔ اور بنا کیسے سکتی ہے۔ کیونکہ موم کے چھتے کو اکٹھا رکھ کر ایک ہی جگہ میں زیادہ سے زیادہ خانے بنانا۔ کوئی اور شکل ہو تو اس میں وہ چیز نہیں بن سکتی تھی۔ کیونکہ گول بھی بنانا چاہتی تھی اور اس نے زیادہ سے زیادہ خانے بنانے ہیں۔ اس کا گھر چھ کونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ چھ دیواروں کا گھر ہوتا ہے اور یہ چھ دیواریں اس طرح ملائی ہوئی ہیں کہ بیچ میں کوئی جگہ ضائع نہیں جا رہی۔ اور دیواریں اتنی پتلی بھی ہیں۔ اور ان کا جو زاویہ ہے وہ سو فیصد درست۔ نئے طریقے کے الیکٹرانک پیمانوں سے آپ دیکھ لیں اس کے زاویے میں کوئی فرق نہیں۔ جتنی لمبی دیوار ادھر کی ہے اتنی ادھر کی ہو گی۔ اتنے ہی زاویئے پر اس سے آگے دیوار بنے گی....

فرمایا۔

شہد کی مکھی کو زاویوں کا کیسے پتہ چلا۔ اور پھر دیواروں کا سائز بالکل اتنا رکھنا اور عین اس جگہ جا کے اس زاویہ پر موڑنا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن سے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah
خلافت لائبریری ربوہ

مسئلہ توجہ

حضرت مصلح موعود کی مجلس سوال و جواب

صوفیا کہلانے والوں میں توجہ کا جو طریق ہوتا ہے اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک مجلس میں حسب ذیل خیالات ظاہر فرمائے۔

اگر اس توجہ کا تعلق روحانیت سے ہوتا تو یہ نہ ہوتا۔ کہ توجہ ڈالنے والے جوں جوں بوڑھے ہوتے ان کی توجہ کا اثر کم ہوتا جاتا۔ بلکہ چاہئے تھا کہ اور زیادہ ہوتا کیونکہ مومن کا روحانیت میں ہر قدم آگے ہوتا ہے اور دوسرا دن پہلے دن کی نسبت اور زیادہ ترقی کا ہوتا ہے۔ انبیاء اور ان لوگوں میں یہ بھی ایک فرق ہوتا ہے کہ انبیاء کی جوں جوں عمر گذرتی ہے۔ ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ترقی کرتا جاتا ہے۔ مگر ان لوگوں کی توجہ میں کمی واقعہ ہوتی جاتی ہے اور جب جسمانی طور سے کمزور ہو جاتے ہیں۔ تو پھر خود توجہ نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ شاگردوں کو کہتے ہیں کہ تم ڈالو۔ مگر انبیاء کی جسمانی کمزوری کے ساتھ روحانی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو ہی دیکھ لو ابتداء میں آپ کو کبھی کبھی کوئی الہام ہوتا تھا۔ پھر روزانہ ہونے لگے۔ اور آخر ایک دن میں کئی کئی الہام ہوتے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ جوں جوں آپ کی عمر زیادہ ہوتی گئی۔ جسمانی قویٰ کمزور ہوتے گئے مگر آپ کی روحانیت بڑھتی گئی۔

میں تو خدا تعالیٰ کے کلام کی مثال ہوائی خبر کی طرح سمجھتا ہوں۔ جس طرح ہوا میں لہریں ہر وقت چلتی رہتی ہیں۔ اسی طرح خدا کا کلام بھی ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ اور جس طرح ہوائی لہریں اسی جگہ سنی اور سمجھی جاتی ہیں جہاں ان کے سمجھنے کا آلہ ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کا کلام بھی وہی سمجھ سکتا ہے جس میں اس کے سمجھنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جس میں اس کے سمجھنے کا آلہ لگایا جاتا ہے۔ آگے جیسی جیسی کسی میں یہ قابلیت ہوتی ہے۔ اس کے مطابق وہ کم یا زیادہ خدا کا کلام سن سکتا ہے۔ اور یہ استعداد کم و بیش سب انسانوں میں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کافر اور فاسق کو بھی سچی خواب آجاتی ہے۔ یعنی اس میں جب ایسی حالت اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے کہ خدا کا کلام سن سکے۔ تو خدا تعالیٰ کا کلام جو ہر وقت ہو رہا ہے۔ وہ بھی سن لیتا ہے۔ اور کہا تو یہ جاتا ہے کہ کافر اور فاسق کو سچی خواب آگئی۔ لیکن دراصل جس وقت اسے سچی خواب آتی ہے۔ اس وقت اس پر مومن کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

اس سے خدا کے کلام کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے کی بحث بھی حل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس لحاظ سے تو خدا کا کلام غیر مخلوق ہے۔ کہ ہر وقت جاری ہے۔ اور جس طرح خدا ازلی ابدی ہے۔ اسی طرح اس کا کلام بھی ازلی ہے۔ اور جس طرح اس کی اور کوئی صفت معطل نہیں ہوتی۔ اسی طرح کلام کرنے کی صفت بھی ایک لحہ کے لئے معطل نہیں ہوتی۔ لیکن اس لحاظ سے اسے مخلوق کہا جا سکتا ہے کہ اس کلام کے سننے کا آلہ یعنی قابلیت خدا تعالیٰ لوگوں میں پیدا کرتا ہے۔ اور وہ خدا کا کلام سننے لگ جاتے ہیں۔ اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خدا پہلے کلام نہیں کرتا۔ اور جب کسی کو الہام ہوتا ہے اسی وقت کرتا ہے۔ بلکہ اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہوا میں خوشبو تو پھیلی ہوئی ہو مگر کسی کا ناک بند ہونے کی وجہ سے اسے نہ آتی ہو۔ اور جب ناک کھل جائے تو آنے لگ جائے ناک کے کھلنے پر یہ نہیں کہا جائے گا کہ خوشبو اب پیدا ہوئی ہے بلکہ یہ کہا جائے گا کہ خوشبو تو پہلے سے موجود تھی۔ ناک میں اسے معلوم کرنے کی قوت اب پیدا ہوئی ہے۔ اسی طرح خدا کا کلام تو ہر وقت ہو رہا ہے لیکن سنا اسی وقت جاتا ہے جب اس کے سننے کی قابلیت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے اور انسان اس بات کے پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسی لحاظ سے خدا تعالیٰ رب العالمین ہو سکتا ہے کہ اس کا یہ فیض بھی عام ہو کہ جو بھی اس کے حصول کے لئے کوشش کرے۔ وہ حاصل کر سکے۔ اور جس قدر کوشش کرے اسی قدر زیادہ حاصل کر سکے۔ پس صفت رب العالمین کے ماتحت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت اور ہر ایک کے لئے آواز آتی ہے کہ لے لو۔ لے لو۔ اسپر جو ہاتھ بڑھاتا ہے اور کہتا ہے مجھے دیجئے۔ اس کو مل جاتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ چونکہ رب العالمین ہے۔ اس لئے ہر ایک کے لئے اس نے موقع رکھا ہے۔ لیکن ساتھ ہی چونکہ غیرت بھی رکھتا ہے اس لئے چاہتا ہے کہ بندہ پہلے ہاتھ بڑھائے اور پھر میں اپنی نعمت کا دروازہ اس پر کھولوں۔ چنانچہ حدیث میں جو آتا ہے کہ جب بندہ خدا کی طرف بڑھتا ہے اور جب بندہ چل کر اس کی طرف جاتا ہے تو خدا دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر پہلے انسان کوشش کرے۔ تو پھر خدا تعالیٰ اس پر انعام کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ لیکن اگر بندہ ہی توجہ نہ کرے تو خدا کہتا ہے یہ بندہ ہو کر آگے نہیں بڑھتا۔ تو میں خدا ہو کر اس کی طرف کیوں بڑھوں۔ اس وقت خدا تعالیٰ اپنی غیرت اور استغناء دکھاتا ہے۔

مولوی غلام احمد صاحب اختر (ساکن اوچ) نے ذکر کیا کہ 1912ء کے سالانہ جلسہ پر جب میں آیا تو حضرت مسیح موعود کے مزار پر جا کر توجہ کی۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ مگر میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ توجہ ڈالنے کا یہ طریق محفوظ نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں توجہ ڈالنے والے کے جذبات اور خیالات کا اثر اس شکل پر پڑتا ہے جو سامنے نظر آئے۔ اور محفوظ اور اچھا موقع توجہ کرنے کا نماز ہے۔ ادھر یہ خیال میرے دل میں آیا۔ اور ادھر نماز شروع ہونے لگی میں مراقبہ توڑ کر نماز میں شامل ہو گیا۔ اور نماز میں مراقبہ کیا۔ جیسا سرور اور لذت مجھے اس نماز میں آئی ایسی کبھی پہلے نہ آئی تھی۔ اور وہ خاص ہی نماز تھی جو میں نے پڑھی۔

دوسرے دن جب اعلان ہوا کہ جو لوگ جانے والے ہیں وہ حضرت خلیفہ اول سے مصافحہ کر لیں تو میں بھی آگے بڑھا۔ لیکن جب مصافحہ کرنے لگا تو حضرت خلیفہ اول نے فرمایا۔ میں آپ کو جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسپر میں ٹھہر گیا۔ آپ مجھے الگ ایک کمرہ میں لے گئے اور باتوں باتوں میں فرمایا کہ میں بڑا صوفی ہوں خوب مراقبے جانتا ہوں اور وہابی بھی ہوں میرا تجربہ ہے کہ اصل مراقبہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

میں نے اس وقت تو کچھ نہ کہا مگر گھر پہنچ کر خط بھیجا جس میں لکھا کہ مراقبہ کے متعلق آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا اس کا تجربہ مجھے حضور کے ارشاد فرمانے سے ایک ہی دن قبل ہوا تھا اور پھر میں نے ساری بات بیان کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی توجہ کے حصول کا اصل وقت نماز ہی ہے۔ کیونکہ یوں مراقبہ کرنے پر تو صرف یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ڈالتا ہے مگر نماز میں ایسی حالت ہوتی ہے کہ انسان خدا کی طرف توجہ کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھتا ہے کہ خدا اس کے سامنے موجود ہے اور اس کی طرف دیکھ رہا ہے اور جب وہ جس کی طرف توجہ کی جائے سامنے ہو تو زیادہ اثر ہوتا ہے۔

پھر اسکی یہ بھی وجہ ہے کہ جب آقا سامنے آجائے تو غلام اپنی جگہ نہیں بیٹھا رہتا۔ بلکہ آقا کے پاس چلا جاتا ہے۔ اسی لحاظ سے جب نماز میں انسان ہوتا ہے اور رسول کریم کی حدیث کے مطابق اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا وہ خدا کو سامنے دیکھ رہا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے سامنے موجود ہے تو روح جسم سے علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کے قرب میں چلی جاتی ہے۔

پھر مراقبہ کی ایک اور صورت بھی ہے انسان کے قلب کو خدا تعالیٰ نے آئینہ بنایا ہے۔ اور اس میں اپنے آپ کو دیکھتا اور دکھاتا ہے چونکہ آئینہ میں اپنی خوبصورتی دیکھی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی کامل خوبصورتی کوئی اور دیکھ ہی نہیں سکتا۔ انسان تو خدا کی خوبصورتی کے کسی جزو کو ہی دیکھتا ہے اس لئے انسان کے دل کے آئینہ میں خدا تعالیٰ اپنی خوبصورتی کو آپ دیکھتا ہے۔ اور جب وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے تو انسان بھی اس کو دیکھ لیتا ہے۔ اس کے متعلق چھوٹی عمر میں مجھے ایک رؤیا ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ میں لیکچر دے رہا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں آئینہ ہے۔ میں اسے دکھا کر یہ بیان کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کا قلب آئینہ کی مانند بنایا ہے۔ اگر قلب صاف نہ ہو اور اس میں خدا نظر نہ آئے تو جس طرح خوبصورت عورت جو شیشے میں اپنی خوبصورتی دیکھتی ہے اگر دیکھے کہ شیشہ خراب ہو گیا اور دیکھنے سے اسکی خوبصورتی کو بدنما دکھاتا ہے تو وہ اسے پھینک کر توڑ دیتی ہے۔ اسی طرح انسان کے قلب پر بھی جب زنگ لگ جاتا ہے اور اس سے خدا نظر نہیں آتا تو خدا تعالیٰ بھی اس کو اسطرح چُور چُور کر دیتا ہے یہ کہہ کر کہ میں نے وہ شیشہ جو میرے ہاتھ میں تھا پھینک دیا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

تو انسان کا قلب خدا کے دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اور جتنا جتنا صاف اور شفاف ہوتا ہے خدا زیادہ خوبصورت اور صاف نظر آتا ہے اور اگر خراب اور زنگ آلود ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ نظر نہیں آتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ جب میں کسی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ستر بار استغفار پڑھتا ہوں اس کا مطلب لوگوں نے غلط سمجھ کر یہ خیال کیا ہے کہ گویا نعوذ باللہ آپ بھی گنہگار تھے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ رسول کریم اپنے متعلق استغفار نہ پڑھتے تھے وجہ یہ کہ چونکہ آپ کا قلب بہت ہی صاف تھا اس لئے جب آپ مجلس میں بیٹھتے تو لوگوں کے جس قسم کے حالات ہوتے ان کا اثر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا اور جب کسی کا برا اثر آپ تک پہنچتا تو آپ استغفار کرتے کہ ہیں کہ اس میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ پھر جب دوسرے کا اثر پہنچتا تو پھر آپ استغفار کرتے۔ کیونکہ نبی کو اپنے پیرووں کی اصلاح کا خیال ہوتا ہے اور جب کسی میں کوئی کمزوری دیکھتا ہے تو اس کا دل دکھتا ہے۔ پس رسول کریم جو استغفار کرتے تھے وہ دوسروں کی حالت کی وجہ سے ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ ان کی اصلاح کر دے اور انکی کمزوریوں کو دور کر دے۔ اور ستر بار استغفار سے مراد کثرت سے استغفار کرنا ہے کیونکہ ستر کا عدد عربی میں کثرت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نہ کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ گن کر آپ ستر دفعہ استغفار کرتے تھے۔

(الفضل قادیان 4 ستمبر 1922ء)

سب سے افضل عبادت سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ انسان التزام کے ساتھ پانچوں نمازیں ان کے اول وقت پر ادا کرے اور فرض اور سنتوں کی ادائیگی پر مداومت رکھتا ہو اور حضورِ قلب، ذوق، شوق اور عبادت کی برکات کے حصول میں پوری طرح کوشاں رہے۔ کیونکہ نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندہ کو پروردگارِ عالم تک پہنچاتی ہے۔ اس کے ذریعہ (انسان) ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ جہاں گھوڑوں کی پیٹھوں پر (بیٹھ کر) نہیں پہنچ سکتا اور نماز کا شکار (ثمرات) تیروں سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا راز قلموں سے ظاہر نہیں ہو سکتا ہے اور جس شخص نے اس طریق کو لازم پکڑا اس نے حق اور حقیقت کو پا لیا اور اس محبوب تک پہنچ گیا جو غیب کے پردوں میں ہے اور شک و شبہ سے نجات حاصل کر لی۔ پس تو دیکھے گا کہ اس کے دن روشن ہیں۔ اس کی باتیں موتیوں کی مانند ہیں اور اس کا چہرہ چودھویں کا چاند ہے۔ اس کا مقام صدر نشینی ہے جو شخص نماز میں اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی سے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بادشاہوں کو جھکا دیتا ہے اور اس مملوک بندہ کو مالک بنا دیتا ہے۔"

(اعجاز المسیح ترجمہ از تفسیر سورہ فاتحہ صفحہ 201، 202)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریاض محمود صاحب باجوہ

راستی - ایک لعلِ بے بہا

بخاری کتاب الادب میں سچائی کی برکت کا ذکر یوں ملتا ہے کہ "یقیناً سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف اور جو انسان سچ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھا جاتا ہے"۔

گویا سچائی نیکیوں کا رستہ کھولتی ہے اور ترقی و کامیابی کی راہ پر چلنے کی طاقت بخشتی ہے۔

سچائی پر قائم ہونے والے معاشرہ اور ماحول سے ہر برائی ایک ایک کر کے نکل جاتی ہے۔ سچائی کی روشنی ہر تاریکی کو زائل کر دیتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنی بہت سی کمزوریوں کا ذکر کیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی ایک حکم دیں جس پر میں عمل کروں تو آپؐ نے اسے سچ بولنے کی تلقین کی۔ اس ایک حکم پر عمل کرنے کی برکت سے اس کی تمام کمزوریاں جاتی رہیں۔

حضرت عبد القادر جیلانیؒ کے سچ بولنے سے قزاقوں کا سردار مع اپنے گروہ کے تائب ہوا اور پھر قطب بنا۔

آج کل ہنسی مذاق میں اس اہم حکم کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات محض زیب داستان کے لئے خلاف واقعہ بات بیان کر دی جاتی ہے۔ بچوں کو بہلاتے وقت ایسے وعدے کر دیئے جاتے ہیں جو پورے نہیں کئے جاتے۔ اس طرح ان کو جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ بعض لوگ تو کہہ دیتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔

ان کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود کے ارشادات میں بڑی راہنمائی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"میں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گذارہ نہیں۔ ایسی باتیں نری بے ہودگیاں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گذارہ نہیں"۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 351)

اپنی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اگر آپ طالب حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسی خطرہ میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔ لیکن اللہ جلشانہ کی توفیق سے میں سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دستبردار ہو گیا اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لئے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بھائی کے برخلاف گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اس گاؤں میں اور نیز بٹالہ میں میری ایک عمر گزر گئی ہے مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے۔ پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتداء سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا"۔

(آئینہ کمالات اسلام - روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 290)

1877ء میں حضور   کے خلاف ایک عیسائی رلیا رام نے مقدمہ دائر کیا جو آپ کے خلاف پہلا مقدمہ تھا۔ اس مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امرتسر ایک مضمون بھیجا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خط بھی تھا رلیا رام کے وکیل ہند اخبار کے متعلق تھا۔ میرے اس خط کو خلاف قانون ڈاک خانہ قرار دے کر مقدمہ بنایا گیا۔ وکلاء نے بھی کہا کہ اس میں بجز اس کے رہائی نہیں جو اس خط سے انکار کر دیا جاوے۔ گویا جھوٹ کے سوا بچاؤ نہیں مگر میں نے اس کو ہرگز پسند نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر سچ بولنے سے سزا ہوتی ہے تو ہونے دو جھوٹ نہیں بولوں گا۔ آخر وہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ ڈاک خانوں کا افسر بحیثیت مدعی حاضر ہوا۔ مجھ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے صاف طور پر کہا کہ یہ میرا خط ہے۔ مگر میں نے اس کو جزو مضمون سمجھ کر اس میں رکھا ہے۔ مجسٹریٹ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے بصیرت دی۔ ڈاک خانوں کے افسر نے بہت زور دیا مگر اس نے ایک نہ سنی اور مجھے رخصت کر دیا۔

میں اب تک جب اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا اس نے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی کہ بطور نشان کے ہو گئی۔

یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر میں کیونکر اس کو باور کروں۔ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی میں بھی مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو پھر دنیا میں پھر کوئی سچ بولنے کی جرات نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے اعتماد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔

میرے ایک استاد گل علی شاہ بٹالہ کے رہنے والے تھے۔ وہ شیر سنگھ کے بیٹے پرتاب سنگھ کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ شیر سنگھ نے اپنے باورچی کو محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا تو چونکہ بڑے سادہ مزاج تھے انہوں نے کہا آپ نے بڑا ظلم کیا اس پر شیر سنگھ نے کہا مولوی جی کو خبر نہیں اس نے میرا سو بکرا کھایا ہے۔ اسی طرح پر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ کسی ایک موقعہ پر پکڑا جا کر سزا پاتا ہے۔ جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں۔ لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوے گا بالکل نہیں بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر نہ پیئے یا کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہو گی۔ اسی طرح جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو پھر میں برکت دوں گا۔

غرض یہ باتیں دنیا دار خود ہی بنا لیتے ہیں کہ جھوٹ اور فریب کے بغیر گذارہ نہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں شخص نے مقدمہ میں سچ بولا تھا اس لئے چار برس کو دھرا گیا۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ سب خالی باتیں ہیں جو عدم معرفت سے پیدا ہوتی ہیں۔

"کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 349 تا صفحہ 354)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

سچائی ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر کسی قوم کا رعب قائم نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ سچائی اور دیانت کا نمونہ دکھاتے ہیں وہ اپنی قوم کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ اور جو لوگ یہ نمونہ نہیں دکھاتے وہ اپنی قوم کا گلا کاٹنے والے ہوتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 43)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پانچ بنیادی اخلاق اور عبادات کے قیام کے حوالے سے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 24- نومبر 1989ء میں سچائی کو مقدم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے۔ وہ قومیں جو ترقی یافتہ ہیں جو بظاہر اعلیٰ اخلاق والی کہلاتی ہیں' وہ بھی اپنی ضرورت کے مطابق جھوٹ بولتی ہیں۔ اپنوں سے نہیں بولتیں تو غیروں سے جھوٹ بولتی ہیں۔ ان کے فلسفے جھوٹ پر مبنی ہیں ان کا نظام حیات جھوٹ پر مبنی ہے' ان کی اقتصادیات جھوٹ پر مبنی ہے۔ غرضیکہ اگر آپ باریک نظر سے دیکھیں تو اگرچہ بظاہر ان کے زندگی کے کاروبار پر Civilization اور اعلیٰ تہذیب کے ملمع چڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت ان کے اندر مرکزی نقطہ جس کے گرد یہ قومیں گھوم رہی ہیں اور جن کے اوپر ان کی تہذیبیں مبنی ہیں وہ جھوٹ ہی ہے۔ لیکن یہ ایک الگ بحث ہے۔ مجھے تو اس وقت جماعت احمدیہ کے اندر دلچسپی ہے اور جماعت احمدیہ کے بچوں کے اوپر میں خصوصیت کے ساتھ نظر رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے"۔

حضرت مسیح موعود راستی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"غرض صدق ایسی شئے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل وقت میں بھی نجات دلا دیتی ہے........ پس جس قدر انسان صدق کو اختیار کرتا ہے اور صدق سے محبت کرتا ہے اسی قدر اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے انبیاء کی محبت اور معرفت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وہ تمام راستبازوں کے نمونے اور چشمے ہوتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد اول نیا ایڈیشن صفحہ 246)

پہچان

مکرم سلیم شاہ جہان پوری صاحب لکھتے ہیں۔

روزنامہ الفضل مورخہ 8۔ اگست 1998ء میں غلط "مفروضے" کے عنوان سے ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی اپنی یادوں کے ذکر میں ایک حقیقت کا اظہار کرتے ہیں مجھے اس ضمن میں کئی واقعات یاد آئے جن میں سے ایک قارئین کی ازدیاد معلومات کے لئے یہاں درج کرتا ہوں۔

یہ شاید 1937ء کی بات ہے جب راقم الحروف حسن پور ضلع مراد آباد یو۔پی (انڈیا) میں ایک اسپیشل مجسٹریٹ کی پیشکاری کے فرائض انجام دے رہا تھا اور اسپیشل مجسٹریٹ صاحب کے محل نما مکان کے نزدیک ہی ایک کرایہ کے مکان میں مقیم تھا۔

میرے مکان سے متصل حسن پور کی جامع مسجد واقع تھی' جہاں میں ظہر یا عصر کی نماز ادا کرنے چلا جاتا تھا کیونکہ اس زمانے میں تعصب اپنی حدود کے اندر تھا اور پیش امام صاحب سے میرے مراسم بھی تھے۔

ایک روز میں ظہر کی نماز ادا کرنے مسجد چلا گیا۔ نماز باجماعت ہو چکی تھی اور اکا دکا نمازی نوافل ادا کرنے میں مشغول تھے۔ میں نے جب سلام پھیرا تو ایک نمازی اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے پاس آئے اور رازداری کے انداز میں دریافت کرنے لگے کہ کیا آپ "احمدی" ہیں میں نے اثبات میں جواب دے کر ان صاحب سے دریافت کیا کہ آپ نے میرا احمدی ہونا کیسے جانا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ---- تو اکثر نمازوں کو جلدی جلدی ادا کر کے فارغ ہو جاتے ہیں لیکن احمدی لوگ ٹھہر ٹھہر کر اور متانت کے ساتھ یہ فریضہ ادا کرتے ہیں اور آپ کو بھی میں نے بڑے سلیقے اور آداب نماز کو ملحوظ رکھتے ہوئے نماز کی ادائیگی میں مشغول پایا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ آپ بھی اسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

خلافت لائبریری ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم حنیف محمود صاحب

شذرات

اخبارات و رسائل کے فکر انگیز اقتباسات

قیامتِ صغریٰ کا سماں

چیف ایڈیٹر ماہنامہ "آستانہ) کراچی جناب ڈاکٹر شاہ سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی صاحب اپنے ایک اداریہ میں لکھتے ہیں۔

"آج سینوں میں مکمل اتحاد کیوں نہیں ہے؟ ہر ایک کیوں آج اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تعمیر کر رہا ہے۔

لیڈروں جماعت کی بھرمار رہنمائے ملک کی قلت ہے

آج کوئی ایسی بھاری بھر کم شخصیت نظر نہیں آتی جو پورے ملک کے اہل سنت کی شیرازہ بندی کرے جس پر تمام اہل سنت کو اعتماد اور اعتقاد ہو، کوئی ہری پگڑی کو سینوں کو نشانی بتا رہا ہے، کوئی گیرواں پگڑی کا پرچار کر رہا ہے، کوئی اللہ ھو کی پکار کو صرف ایمان قرار دے رہا ہے۔ غرض افراتفری کا وہ عالم ہے نفسا نفسی کا وہ دور ہے کہ قیامت صغریٰ کا سا سماں ہے۔

یا اللہ کیا اب کوئی ایسا مجدد، مصلح نہیں ہو گا جو علوم منقولات و معقولات سے بہرہ ور تمام خصوصیات خاصہ سے متصف ہو اور آج اہل سنت کی ڈگمگاتی کشتی کی ناخدائی کر سکے۔

(ماہنامہ آستانہ کراچی مارچ 98ء ص 8، 9)

ڈاکوؤں کا دور

جناب تاج رحیم صاحب مدیر ماہنامہ "المرشد" لاہور اپنے ایک اداریہ میں لکھتے ہیں۔

"ایک زمانہ تھا کہ ہر پیشے کا اپنا ایک وقار تھا، عزت تھی، عالم، استاد، بیوروکریٹ تاجر سب ہی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ کیونکہ یہ تمام معزز پیشوں سے منسلک لوگ تھے۔ یہاں تک کہ بعض ڈاکوؤں نے بھی بڑا نیک نام پیدا کیا، خصوصاً انگریز کے دور میں کوئی اکا دکا ڈاکو پیدا ہوتا تو حکومت بھی اس سے خوف زدہ رہتی۔ اس دور میں ڈاکو بننا آسان کام نہیں تھا۔ بہت بڑا جرم تھا۔ حکومت کی پوری مشینری اسے گرفتار کرنے پر مامور ہوتی پکڑا جاتا تو باقی عمر جیل کے سلاخوں کے پیچھے گزر جاتی۔ اس لئے ہر ایرا غیرا ڈاکو بننے کی سوچ سے ہی دور بھاگتا۔ صرف ظلم کی چکی میں پسا ہوا ظلم کے خلاف تنہا اٹھ کھڑا ہونے والا کوئی جانباز ہی اس پیشے کو اختیار کرتا اور ڈاکو کہلاتا اب زمانہ بدل گیا ہے سب کچھ الٹا ہو گیا ہے۔ اب ظلم کرنے والے طبقوں اور افراد نے یہ پیشہ اپنا لیا ہے۔ حکمران، سیاست دان، بیوروکریٹس، تاجر، پیرو مولانا استاد اور طالب علم سب ہی ڈاکو بن گئے ہیں۔ اب تو دور ہی ڈاکوؤں کا ہے۔

حکومت ڈاکوؤں کی ہے، سرکاری انتظامیہ پر ڈاکوؤں کا قبضہ ہے۔ سکول و کالج اور یونیورسٹیاں ڈاکوؤں کی زیر نگرانی چل رہی ہیں، یہاں تک کہ مساجد اور خانقاہوں پر بھی ڈاکو قابض ہیں۔ معاشرے کا ہر طبقہ پوری ایمانداری اور خلوص کے ساتھ ڈاکوؤں کا کردار ادا کرنے لگا ہے۔ یہ تحریکیں، جلسے جلوس، ہڑتالیں، مارچ اور لانگ مارچ سب ہی ڈاکوؤں کا ایک گروہ دوسرے گروہ کے خلاف کر رہا ہے۔ یہ حقوق کی ڈیمانڈ ڈاکے کے حقوق کے لئے کوششیں ہیں۔ اب تو حال یہ ہے۔ کہ عوام تھوڑے اور ڈاکو زیادہ ہو گئے ہیں۔ بلکہ عوام تو ناپید (Endanger Species) ہوتے جا رہے ہیں۔ اب ڈاکہ ماری جرم نہیں رہا۔ عوامی شہری بن کر رہنا ہی سب سے بڑا جرم بن گیا ہے۔"

(ماہنامہ "المرشد" لاہور ستمبر 1996ء ص 3)

"جھوٹ کی گرم بازاری"

پندرہ روزہ رسالہ "خطیب" لاہور اپنی اشاعت 16 تا 31 دسمبر 1996ء کے صفحہ 10 پر مذکورہ بالا عنوان کے تحت لکھتا ہے۔

"اگر ہم سب ایمانداری سے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں، بلاشبہ کہہ دیں گے کہ ہم سب جھوٹ بولتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کچھ لوگ انتخاب کر لیتے ہیں کہ کون سے جھوٹ ایسے ہیں جو بولنے چاہئیں اور کون سے ایسے ہیں جو نہ بولنے چاہئیں۔ مگر زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو بغیر سوچے سمجھے جھوٹ بولتے ہیں۔ ایسے جھوٹ سے انسان جز وقتی ضرور فائدہ اٹھا لیتا ہے مگر اگر وہ جان جائے کہ نیک دل کی منتہائے خوبی جھوٹ سے فرار ہے اور بد دل کی منتہائے بدی جھوٹ کا اظہار ہے تو اپنے کلام پر قدغن لگانے میں گریز نہ کرے گا۔ چونکہ یہ مسئلہ انسانی زندگی کی بنیادی حیثیت میں مقام رکھنے کے علاوہ من جملہ مقتضائے دین بھی ہے، جس سے تمدن و تہذیب اسلام کو یک گونہ وابستگی ہے اور ہیئت اجتماعی میں طرز فکر کا سرچشمہ ہے اور اس کی وجہ سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت، قومی اتفاق، باہمی اخوت اور اعانت، تمدنی و معاشرتی امور کی وسعت کلیتاً اثر انداز ہوتی ہیں۔ جھوٹ بولنا یا کسی کو جھٹلانا کسی اتفاقی حادثہ سے ظہور پذیر نہیں ہوا یا ہماری سوسائٹی کی جدید پیشکش نہیں ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہزارہا سال گزرے جب کوئی نبی کسی قوم میں آیا اور توحید کا علمبردار ہوا لوگوں نے اسے جھٹلایا، اس کے فرمودات کو جھوٹ کہا، اسے شاعر کہا، کاہن کہا، جادوگر کہا، یہی نہیں بلکہ لوگوں نے خدا کے وجود کو جھٹلایا، اس کی ربوبیت کو چیلنج کیا، اس کی کتابوں کو جھٹلایا، اس کے احکامات کو جھٹلایا۔

"ان سے پہلے نوح کی قوم، اصحاب الرس، ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی اور ایکہ والے اور تبع کی قوم کے لوگ بھی رسولوں کو جھٹلا چکے ہیں اور آخر کار میری وعید ان پر چسپاں ہو گئی۔" (ق 13، 14)

ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ (رسول کو) جھٹلا چکے ہیں۔ دیکھو میری گرفت ان پر کیسی سخت تھی" (الملک 18)

"آخر کار ہم نے ان کی خبر لے ڈالی اور دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام" الزخرف 25)

الغرض جھوٹ بولنا یا جھٹلانا سچائی کو، یہ ایک دیرینہ طرز عمل ہے۔ جس کی گواہی ہمیں قرآن اور حدیث سے بہتر نہیں مل سکتی۔

حقیقت

روزنامہ نوائے وقت اپنے اداریہ میں لکھتا ہے۔

حکومت اسلامی نظام کا نعرہ بلند کرنے کے بعد تبلیغ و تلقین کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے کی مکلف ہے اگر دینی جماعتوں نے حکومت کو ناکامی سے دوچار کر کے سازگار ماحول پیدا ہی نہ ہونے دیا تو پھر یہ موقع کب آئے گا۔ جہاں تک موجودہ حکومت اور پارلیمنٹ پر اس اعتراض کا تعلق ہے کہ اس میں گناہگار اور شریعت سے لاتعلق افراد موجود ہیں جو اسلامی نظام کا نفاذ نہیں چاہتے تو یہ اس لحاظ سے بے معنی اعتراض ہے کہ اسی طرح کی ایک پارلیمنٹ نے جس کی قیادت علماء کرام کے بقول ایک "فاسق و فاجر شخص" ذوالفقار علی بھٹو کے پاس تھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا کارنامہ انجام دیا۔ اب بھی حضرت علامہ کی رائے کے مطابق پارلیمنٹ اجتہادی کردار ادا کر سکتی ہے بشرطیکہ علماء کرام اور دینی جماعتیں اسے خوشدلانہ رہنمائی اور تعاون فراہم کریں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 3 ستمبر 98ء)

عذاب خداوندی کا کوڑا

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب امیر تنظیم اسلامی و صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور نے اپنی ایک پریس کانفرنس منعقدہ 17 دسمبر 1986ء میں کراچی اور حیدر آباد میں قتل و غارت گری پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"اخلاق اور کردار کے اس بحران (Crisis) کے علاوہ ہماری پیٹھ پر عذاب خداوندی کا جو کوڑا اب سے ٹھیک پندرہ سال قبل سقوط مشرقی پاکستان اور اس کے ضمن میں اپنے پیدائشی دشمن بھارت کے ہاتھوں ایک انتہائی ذلت آمیز شکست کی صورت میں پڑا تھا اس کی حیثیت قرآن میں بیان شدہ قانون خداوندی (سورہ سجدہ آیت نمبر 21) کے مطابق آخری سزا سے پہلے خواب خرگوش سے بیدار کرنے والی تنبیہہ کی تھی۔ لیکن چونکہ ہم اس پر بھی ہوش میں نہیں آئے، اور نہ ہماری ذاتی زندگیوں کے رنگ ڈھنگ بدلے نہ اجتماعی سطح پر قومی و ملی تعمیر کی کوئی مؤثر کوشش ہوئی، لہٰذا اب عذاب الٰہی کی اس شدید ترین صورت کا آغاز ہو گیا ہے۔ جس کا ذکر سورۃ الانعام کی آیت نمبر 65 میں ملتا ہے۔

کہہ دو (اے نبی) وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے (گروہ) کر کے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی جنگی قوت کا مزہ چکھا دے۔

چنانچہ ہر شخص دیکھ رہا ہے، کہ مملکت خداداد پاکستان میں مسلم قومیت کا تصور رفتہ رفتہ تحلیل ہو کر نسلی اور لسانی قومیتوں کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اب ان قومیتوں کے مابین ذہنی و قلبی بُعد ہی نہیں، نفرت و عداوت کے جذبات بھی پیدا ہو گئے ہیں جن سے ہمارے اندرونی اور بیرونی دشمن بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں، جس کی بدترین مثال کراچی کی حالیہ وحشیانہ ہی نہیں، سفاکانہ قتل و غارت گری ہے!

(ماہنامہ "میثاق" لاہور فروری 1987ء ص 52 تا 54)

دوکانداری

جناب ڈاکٹر محمد احسان الحق صاحب لکھتے ہیں۔

کفر کی ترویج و اشاعت کے لئے کام کرنے والے اداروں کی جدوجہد کی تاریخ جب بھی لکھی گئی تو اس میں پاکستان کی اسلامی جماعتوں کے کارناموں کا بیان انشاء اللہ سنہری حروف سے کیا جائے گا۔ اسلام کی طرف بلانے کے دعوے سے قائم ہونے والی ان جماعتوں نے لوگوں کو اسلام سے دور بھگانے میں جس خلوص اور محنت سے کام کیا ہے اور کر رہی ہیں اس کی داد سوائے کافروں کے اور کون دے سکتا ہے۔

زکوٰۃ صدقات اور خیرات کی مد میں یہ جماعتیں لوگوں کے دینی جذبات کا استحصال کر کے جو لمبی لمبی رقمیں جمع کرتی ہیں۔ اس سے کہنے کو تو یہ غریبوں اور ناداروں کے لئے تعلیمی ادارے اور ہسپتال وغیرہ بناتی ہیں لیکن یہ تعلیمی ادارے اور ہسپتال صرف کہنے ہی کی حد تک غریبوں کے لئے ہوتے ہیں جبکہ حقیقت میں یہ حسب توفیق منافع کمانے کی دوکانیں ہیں۔ دوکان کرنا اور جائز منافع کمانا کوئی گناہ نہیں ہے لیکن منافقت ریاکاری جھوٹ اور دھوکہ دہی تو بہرحال گناہ ہیں خواہ وہ اسلامی پرچموں کے سائے تلے ہی کیوں نہ فرمائے جا رہے ہوں۔

کوئی بھی شخص جو حقیقت حال کا براہ راست اور بذات خود جائزہ لینا چاہتا ہے وہ ذرا سی محنت اور کوشش سے پانچ دس نہیں ایسے سینکڑوں ہزاروں سکولوں، کالجوں، مدرسوں، شفاخانوں، لیبارٹریوں اور ہسپتالوں کا سراغ لگا سکتا ہے جو اسلام کی ٹھیکے دار جماعتوں، اس کے اراکین متوسلین و متفقین وغیرہ کی طرف سے مختلف حیلوں بہانوں سے اسلام کے نام پر لوگوں سے رقمیں بٹور کر قائم کئے گئے ہیں اور ان سکولوں کالجوں کے چارجز (Charges) اور فیسیں وغیرہ اتنی ہی ہیں جتنی اس طرح کے دوسرے پرائیویٹ کاروباری ہسپتالوں اور سکولوں کالجوں کی ہیں۔....

قارئین اپنی دوکان پر "اسلامی"، "منہاجی" یا "قرآنی" کا بورڈ لگانے والا جب گھر سے نکلتا

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے وطن کی سیر

شمشاد احمد قمر صاحب

مسجد وزیر خان - لاہور

خوبصورتی، دلکشی، وسعت و پائیداری اور رنگین نقش ونگاری کے باعث فنی اعتبار سے قدر کی نگاہ سے دیکھی جانے والی "مسجد وزیر خان" ایرانی سنہری طرز کے امتزاج کا ایک نادر اور خوبصورت نمونہ ہے۔ تاریخی مساجد کی فہرست میں آفاقی شہرت واہمیت کی حامل یہ مسجد لاہور میں دہلی دروازہ اور رنگ محل کے درمیان پر رونق بازار میں واقع ہے۔ اس کی بنیاد چنیوٹ کے رہنے والے شیخ علیم الدین انصاری نے رکھی۔ شیخ علیم الدین پیشے کے اعتبار سے طبیب تھے جو شاہجہان کے دربار میں رفتہ رفتہ وزیر کے عہدے تک پہنچے اور "وزیر خان" کا خطاب پایا۔ سات سال تک لاہور کے حاکم بھی رہے۔ انہیں کے نام پر اس مسجد کا نام مسجد وزیر خان رکھا گیا۔ مسجد کے وسط میں حوض کے متصل ایک بزرگ سید محمد اسحاق شاہ المعروف میراں شاہ کا مزار ہے۔ مسجد بازار کی سطح سے کافی اونچی ہے۔ اس مسجد کے چار دروازے ہیں صدر دروازہ نہایت خوبصورت ہے جو 21 فٹ لمبا اور 19 فٹ چوڑا ہے۔ صدر دروازے سے لے کر مسجد کے صحن کے اندر داخل ہونے تک 63 فٹ کا راستہ ہے۔ مسجد کے قریباً سبھی کتبے منقوش ہیں اور مختلف قسم کی رنگین اور روغنی ٹائیلوں سے سجے ہوئے ہیں۔ اس کے صحن کی لمبائی 175 فٹ اور چوڑائی 94 فٹ ہے۔

سارے صحن میں خشتی فرش ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی اندر کی جانب یہ شعر تحریر ہے۔

محمد عربی کا بروئی ہر دوسرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

مسجد کے کناروں پر چار مینار ہیں ہر مینار ہشت پہلو ہے جو قریباً 85 فٹ اونچا ہے۔ میناروں پر موزوں چوکھٹوں میں کانسی کا کام نہایت نفیس ہے۔ اس کے پانچ گنبد ہیں ہر گنبد کا قطر 20 فٹ 4 انچ ہے۔ صحن کے اردگرد 37 حجرے ہیں اور عین وسط میں بہت بڑا حوض ہے جو قریباً 36 فٹ لمبا اور اتنا ہی چوڑا ہے۔

یہ مسجد دیواروں کی کاشی کاری ا. رمبت کاری کے لئے بہت مشہور ہے۔ مصالحہ بہت پختہ ہے گل کاری اور دیگر نقوش بھی پکے رنگ سے کئے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ تین سو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک کسی خاص مرمت کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

انگریزوں کے ابتدائی عہد سے لے کر بہت دیر تک میو سکول آف آرٹس لاہور کے طلبہ کو یہاں تزئین کا کام سکھانے کے لئے لایا جاتا تھا۔ مسجد کے دیکھنے سے میو سکول آف آرٹس کے پرنسپل مسٹر کپلنگ کے وہ الفاظ یاد آجاتے ہیں جو انہوں نے 1890ء میں سرکاری رپورٹ پیش کرتے وقت کہے تھے۔

"یہ خوبصورت عمارت بذات خود تزئین کی ایک درسگاہ ہے لیکن سال بہ سال اس کی نگہداشت کی طرف توجہ کم سے کم تر ہو رہی ہے اور اس کے نقش و نگار کم توجہی کی وجہ سے خراب ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ ان کے چربے نہایت احتیاط سے اتار کر میوزیم اور سکول میں محفوظ کر دیئے جائیں۔ ہمارے نوجوان مصوروں کے لئے اس سے بہتر کہیں تربیت نہیں ہو سکتی۔"

کپلنگ کی یہ بات درست ثابت ہوئی نقش و نگار خراب ہونے لگے۔ تاہم تزئین کی تجدید کر کے اسے برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ ڈیوڑھی کی رنگینیاں اگرچہ کچھ خراب ہو چکی ہیں تاہم وہ آج بھی مسجد کی اعلیٰ نقاشی اور گلکاری کی ترجمان ہیں۔

انگریزوں کے عہد میں مسجد کی تولیت کے متعلق لاہور ہائی کورٹ میں طویل مقدمہ چلتا رہا اور بالآخر 1951ء کو یہ تولیت مرزا افتخار علی کے سپرد کر دی۔ اب یہ مسجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہے۔ 1953ء کے مارشل لاء کے دور میں مسجد کی جائیداد پر بنی ہوئی بھدی اور بدنما عمارتوں کو گرا دیا گیا لیکن لوگوں نے آہستہ آہستہ پھر اس زمین پر قبضہ کر کے مسجد کے صدر دروازے کو بدنما بنا دیا ہے۔

یہ مسجد لاہور کی لاثانی، عالی شان اور قدیم عمارتوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے جس کی شہرت نہ صرف ملک کے اندر بلکہ ولایت تک ہے۔ ایسی خشتی، کانسی کار اور عمدہ عمارت کسی دوسری جگہ کم ہی دیکھنے کو ملے گی اسی لئے اس مسجد کو اگر لاہور کا فخر و افتخار کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔

مسجد وزیر خان کا منبر جو صنعت گری کا نادر، پرکشش اور دلآویز نمونہ ہے ہندوستان کے وائسرائے گورنر جنرل لارڈ کرزن نے دیا تھا۔ جس کا واضح ثبوت درج ذیل انگریزی اردو عبارتیں ہیں جو منبر پر کندہ ہیں اور آج بھی کمال صفائی سے پڑھی جا سکتی ہیں۔

"This pulpit was presented by his excellency Lord Curzon of Kedlston Viceroy and Governor General of India to the wazir Khan Mosque in memory of his first official visit to Lahore in April 1899"

یہ منبر جناب معلی القاب لارڈ کرزن آف کیڈلسٹن وائسرائے اور گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے اپنے لاہور کے پہلے ملاحظے کی یادگار میں جو انہوں نے اپریل 1899ء میں کیا مسجد وزیر خان کے لئے عطا فرمایا۔

☆......☆......☆......☆

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

مکرم محمد ہادی صاحب

CBA کو لیکٹو بار گیننگ ایجنٹ

سی بی اے یعنی کو لیکٹو بار گیننگ ایجنٹ صنعتی مزدوروں کی اس ٹریڈ یونین کو کہتے ہیں جو گورنمنٹ لیبر اینڈ ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ ہوتی ہے اور انڈسٹریل ریلیشن آرڈی نینس 1969ء کے تحت مزدوروں کے حقوق کی نمائندگی کا حق رکھتی ہے۔ کسی صنعتی ادارہ میں ایک سے زیادہ ٹریڈ یونینز تو ہو سکتی ہیں۔ مگر سی بی اے وہ واحد یونین ہوتی ہے جس کے حق میں ادارہ کے کم از کم ایک تہائی مزدوروں نے ووٹ ڈالے ہوں اور دوسری ٹریڈ یونینز کے مقابلہ پر اکثریت سے جیتی ہو۔

سی بی اے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے طریق کار کے مطابق ادارہ کی کسی ٹریڈ یونین کا کوئی مزدور نمائندہ اپنے علاقہ کے لیبر اینڈ ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے رجسٹرار ٹریڈ یونینز کے نام درخواست لکھتا ہے کہ ادارہ میں سی بی اے کے قیام کے لئے انتخابات کرائے جائیں۔ درخواست کی وصولی پر رجسٹرار آجر سے ادارہ کے تمام ووٹرز کے مکمل کوائف یعنی نام، ولدیت، عمر، عہدہ، ٹکٹ نمبر اور تاریخ تقرری فہرست طلب کرتا ہے۔ اس فہرست میں 18 سال سے کم عمر کے مزدور شامل نہیں کئے جا سکتے۔ اور ووٹر کی مدت ملازمت کم از کم 3 ماہ ہونی چاہئے۔ یعنی ووٹرز ملازمت کی مستقل اسامی پر کام کرتے ہوں اور اپنی آزمائش مدت ختم کر چکے ہوں۔

ووٹرز کی فہرست کی چھان بین اور تحقیق کرنے کے بعد رجسٹرار ٹریڈ یونینز سیکرٹ بیلٹ کے ذریعہ انتخاب کی ایک تاریخ کا تعین کر دیتا ہے۔ اس مقررہ تاریخ پر رجسٹرار خود ادارہ میں حاضر ہو کر اپنی نگرانی میں انتخابات کراتا ہے جو ایک ہی روز میں ختم ہو جاتے ہیں۔ ادارہ کے تمام ووٹرز باری باری اپنا ووٹ بیلٹ بکس میں ڈالتے ہیں۔ اور اختتام پر نتیجہ مرتب ہونے کے بعد رجسٹرار نتیجے کا اعلان کرتا ہے۔ جس ٹریڈ یونین کا نامزد صدر اکثریت حاصل کرتا ہے اور اس کے حق میں کل ووٹرز کے کم از کم ایک تہائی ووٹ ہوتے ہیں تو ایسا صدر منتخب ہو جاتا ہے اور اس کی ٹریڈ یونین کو سی بی اے کا سرٹیفکیٹ دو سال کی مدت کے لئے جاری کر دیا جاتا ہے۔

سی بی اے یونین ادارہ کے تمام مزدوروں کی طرف سے نمائندگی کا حق رکھتی ہے۔ اور آجر سے افہام و تفہیم کے ذریعہ مزدوروں کے مفادات کے ضمن میں معاملات طے کرتی ہے۔ اور مزدوروں کے حقوق کی پاسبانی کرتی ہے۔ اور اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ کسی مزدور پر ملازمت کے سلسلہ میں آجر کی طرف سے زیادتی نہ ہو نیز سی بی اے یونین آجر اور اجیر کے باہمی تعلقات قانون کے مطابق اُستوار رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ آجر کے ساتھ اختلافات کی صورت میں سی بی اے ہڑتال کا قانونی حق رکھتی ہے۔ اور مزدوروں کے جائز مطالبات کا تحفظ کرتی ہے۔

آج کل تمام بڑے صنعتی اداروں میں سی بی اے کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ مزدوروں کے حقوق کی دیکھ بھال کرنے والا نہ ہونے کی صورت میں آجر بعض اوقات ناجائز اور غیر قانونی مفادات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً مزدوروں کا معاوضہ، مراعات اور دیگر حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کرتا اور ناجائز کاروباری مفاد حاصل کرتا ہے۔ آجر کا مقابلہ صرف سی بی اے یونین ہی کر سکتی ہے۔ جس سے مزدوروں کا تحفظ برقرار رہتا ہے۔

انڈسٹریل ریلیشن آرڈی نینس 1969ء جیسے عام طور پر I R O کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کے تحت ہر صنعتی ایریا میں گورنمنٹ کا لیبر اینڈ ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ قائم ہے۔ جس کے فرائض میں یہ شامل ہے۔ کہ اس کے علاقہ میں جتنی فیکٹریاں یا کمپنیاں کام کرتی ہیں ان میں ورکرز کی تعداد اگر کم از کم 20 ہے تو ایسا ادارہ ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ ہونا چاہئے اور لیبر قوانین کے تحت انہیں کام کرنا چاہئے۔ سی بی اے کا قیام لیبر قوانین کا ایک لازمی جزو ہے۔ جن صنعتی اداروں میں سی بی اے یونین کا وجود قیام پذیر نہیں ہے۔ وہاں کے مزدور ملازمین جائز مراعات کی فراہمی سے یقیناً محروم ہوتے ہیں کیونکہ سی بی اے کے تحفظ کے بغیر ان کی قانونی پاسبانی ناممکن ہے۔ سی بی اے یونین آجر اور اجیر کے باہمی تعلقات استوار رکھتی ہے۔ اور اجیر کے مفادات کے پیش نظر اہم کردار ادا کرتی ہے۔

غلاموں کی سب سے بڑی منڈی

○ سینی گال سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک جزیرہ جو گودی ٹاپو کے نام سے جانا جاتا ہے آج کل دنیا میں اپنی دریافتوں کے حوالے سے مشہور ہو رہا ہے۔ انکشاف ہوا ہے کہ 16ویں صدی سے لیکر 19ویں صدی تک اس جزیرے سے غلاموں کو دنیا میں فروخت کیا جاتا تھا۔ دنیا بھر خاص طور پر یورپ اور امریکہ سے لوگ یہاں آتے تھے اور اپنی پسند کے غلام خرید کر لے جاتے تھے۔ اس وقت گودی ٹاپو کی کل آبادی تقریباً سات ہزار ہے جن میں سے بیشتر ان غلاموں کی اولادیں ہیں جنہیں 1848ء تا 1898ء تک کے عرصے کے دوران یورپ اور امریکہ وغیرہ کے امیر لوگ خرید کر لے گئے۔ دنیا بھر میں گودی ٹاپو جو تین صدیوں تک غلاموں کی سب سے بڑی منڈی رہا آج وہاں سیاحوں کا جم غفیر رہتا ہے۔ یاد رہے کہ امریکی صدر بل کلنٹن اپنے دورہ افریقہ کے دوران اپنی اہلیہ کے ہمراہ (گودی ٹاپو) بھی گئے جہاں حکومتی سطح پر توان کا پُرجوش استقبال کیا گیا تاہم وہاں کے ڈرے اور سہمے عوام اپنے گھروں میں رہے۔ (روزنامہ دن 14- اپریل 1998ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

ایک بابرکت تحریک۔

بیوت الحمد منصوبہ

○ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیوت الحمد کی بابرکت تحریک کے ثمرات سے سینکڑوں مستحقین مستفیض ہو رہے ہیں۔ بیوت الحمد کالونی جو نوے مکانات پر مشتمل ہے اور ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ ہے اس میں 84 مستحق خاندان رہائش کی سہولت سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ابھی پہلے مرحلہ کی تکمیل میں کالونی کے دس مکان تعمیر ہونا باقی ہیں۔

اسی طرح ساڑھے تین صد سے زائد خاندانوں کو ان کے اپنے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کے لئے لاکھوں روپے کی امداد دی جاچکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ کئی مستحق گھرانے اس امداد کے منتظر ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ مستحق افراد کی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں اور حسب استطاعت ضرور شمولیت فرمائیں۔

یہ مالی قربانی آپ اپنی اپنی جماعتوں میں بھی نظام کے تحت پیش کر سکتے ہیں اسی طرح براہ راست خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں مد بیوت الحمد میں بھی داخل کرواسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت خلق کی توفیق اور سعادت سے نوازتا رہے۔

(سیکرٹری منصوبہ بیوت الحمد)

سانحہ ارتحال

○ مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب فرید آبادی مورخہ 98-9-12 کی صبح 83 سال کی عمر میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں انتقال کر گئے۔ آپ محترم ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی رفیق حضرت مسیح موعود و سابق ایڈیٹر الفضل کے بیٹے تھے۔ ربوہ کے اولین معالجین میں سے تھے۔ احمدیت کے شیدائی' خاندان حضرت مسیح موعود سے انتہائی محبت رکھنے والے اور دعوت الی اللہ کی دھن میں مگن رہنے والے تھے۔ مورخہ 98-9-11 بروز جمعہ ان کے پیٹ کا اپریشن کیا گیا مگر اپریشن کے بعد حالت سنبھل نہ سکی اور اگلی صبح وفات پاگئے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ اسی روز بعد نماز عصر مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد انہوں نے ہی دعا کروائی۔ آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور تین بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم چوہدری شیر محمد صاحب دارالصدر غربی حلقہ قمر ربوہ عمر 90 سال مورخہ 11 ستمبر 1998ء کو بعد نماز فجر وفات پاگئے ان کا جنازہ بعد نماز جمعہ محترم مولانا جمیل الرحمان رفیق صاحب نے البیت الاقصیٰ ربوہ میں پڑھایا اور قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی قبر تیار ہونے پر محترم مولانا منیر الدین صاحب ایم اے نے دعا کروائی احباب سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مرحوم مکرم اظہر احمد صاحب بزمی مربی سلسلہ احمدیہ رائے ونڈ لاہور کی اہلیہ محترمہ کے دادا تھے۔

درخواست دعا

○ محترمہ سکینہ بشیر بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی فیکٹری ایریا ربوہ دانتوں میں انفیکشن ہو جانے کے باعث کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ چند دنوں سے تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔

○ مکرم احمد مصطفیٰ صاحب معرفت خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ کی والدہ صاحبہ کا پھسلنے سے بازو ٹوٹ گیا ہے۔ اور ملتان کے ہسپتال میں داخل ہیں۔

ان سب کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم منصور احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ کو مورخہ 22۔ اگست 1998ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام حمزہ احمد تجویز ہوا ہے نومولود مکرم عبدالمنان صاحب شکور پارک ربوہ کا پوتا اور مکرم گلزار احمد صاحب وزیر آباد کا نواسہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نومولود کو صالح خادم دین۔ باعمر اور سعادت مند بنائے۔

○ مکرم صفی الرحمٰن خورشید صاحب سنوری مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

میرے بھتیجے عزیز مکرم برکات الرحمان کلیم صاحب آف لنڈن کو اللہ تعالیٰ نے دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ عزیزہ محترم برادرم حنیف الرحمان صاحب سنوری کی پوتی اور مکرم ضیاء الحق صاحب سیٹھی امیر جماعت جہلم کی نواسی اور حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری رفیق بانی سلسلہ کی پڑنواسی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام منال رحمان تجویز فرمایا ہے۔ عزیزہ کی درازی عمر نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ضروری اعلان

○ مکرم طاہر احمد صاحب گجراتی نمائندہ الفضل۔ روزنامہ الفضل کے چندہ جات کی وصولی اور توسیع اشاعت کے لئے ضلع وہاڑی و ضلع اوکاڑہ اور قصور کے دورہ پر آرہے ہیں تمام عہدے داران اور احباب جماعت سے مکمل تعاون کی درخواست ہے۔ (مینجر الفضل)

نکاح

○ مکرم لطیف احمد شاہد صاحب کاہلوں ناظم تشخیص جائیداد کی بیٹی عزیزہ شازیہ قانتہ کا نکاح مورخہ 14۔ اگست 98ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی نے بہمراہ عزیز مسعود احمد (ایم۔بی۔اے) ولد ڈاکٹر چوہدری محمود صاحب آف لیہ بعوض 70000 ہزار روپے حق مہر پڑھا۔ عزیزہ شازیہ قانتہ مکرم چوہدری قائم الدین صاحب کاہلوں آف بھینی بانگر نزد قادیان کی پوتی اور مکرم ماسٹر چوہدری نواب الدین صاحب آف تلونڈی جھنگلاں کی نواسی ہے۔ جبکہ عزیز مسعود احمد مکرم ماسٹر چوہدری نواب الدین صاحب کے پوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

صدر انجمن احمدیہ میں محررین وانسپکٹران مال کی ضرورت

○ دفاتر صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں کارکنان درجہ اول و کارکنان درجہ دوم و انسپکٹران مال کی وقتاً" فوقتاً" ضرورت رہتی ہے۔ صرف ایسے مخلص محنتی احمدی نوجوان درخواستیں بھجوائیں۔ جو دینی کاموں سے شغف اور خدمت دین کا شوق رکھتے ہوں۔ اور محنت سے کام کرنا چاہتے ہوں۔ مستقل طور پر حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ میں کام کرنے کے خواہشمند ہوں۔

1۔ تعلیمی قابلیت بطور کارکن درجہ دوم و انسپکٹران مال میٹرک سیکنڈ ڈویژن عمر کم از کم 18 سال۔ اور درجہ اول کارکن کے لئے B.A ہونا لازمی ہے۔

2۔ درخواستیں 30۔ ستمبر 1998ء تک دفتر نظارت دیوان میں بھجوادیں۔ درخواستوں کے ساتھ تعلیمی قابلیت کی مصدقہ نقول۔ صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔ نیز شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی بھی ہمراہ دیں۔

نوٹ:۔ درخواست پر وضاحت سے لکھ دیں۔ کہ کارکن محرر کے لئے۔ یا انسپکٹر کے لئے۔ یا دونوں آسامیوں کے لئے۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

تین پھلدار پودے

○ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فروری 1996ء میں اہالیان ربوہ کے لئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ربوہ میں ہر گھر کم از کم تین پھلدار پودے لگائے۔ مثلاً کینو' امرود اور تیسرا پودا اپنی مرضی سے جو چاہے لگائیں۔

اس ارشاد کی تعمیل میں اہالیان ربوہ نے بڑے جوش و خروش سے پودے لگائے۔ اب اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا ہمارے گھر میں کم از کم تین پھلدار پودے موجود ہیں۔ اگر نہیں تو فوری طور پر اپنے امام کے ارشاد کے مطابق تین پھلدار پودے لگوائیں۔ گلشن احمد نرسری اس موقع پر رعایتی نرخوں پر پودے فراہم کرے گی۔

(نگران گلشن احمد نرسری)

بقیہ صفحہ 2

ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا۔ کہ تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔ وہ بالکل سچ ہے اس آیت میں خاص مزے کی بات یہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو فرمایا گیا ہے تیرے رب نے وحی کی۔ تمام جہانوں کے رب نے 'اللہ نے وحی کی بھی کہہ سکتا تھا مگر تیرے رب نے وحی کی اس کا مطلب یہ ہے کہ روحانی شفاء کا سب سے بڑا کمال تجھے عطا کیا گیا ہے۔ اس لئے جس رب نے تجھے وحی کی ہے اسی نے شہد کی مکھی کو وحی کی ہے شہد کی مکھی کو بھی بہت بڑا اعزاز مل گیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔ کسی اور جانور کے متعلق یہ نہیں آیا قرآن شریف کا کمال ہے اور وحی کے نتیجے میں خدا کی جو تخلیقی صفت ہے وہ اس کو سکھائی گئی ہے اور کوئی دنیا میں کیڑا مکوڑا کوئی پرندہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو اس طرح کا گھر بنا سکے گھر کے میٹریل کا پتہ ہے کہاں سے لینا ہے وہ بھی اکٹھا کر رہی ہے اس کی شکل بنا رہی ہے جو دنیا کا بہترین آرکیٹیکٹ (Architect) بناتا ہے۔

اور گول چھتا ہے اور اس کے باوجود کونوں والا گھر ہے (اس کا جو سیل ہے کونوں والا ہے) تو یہ ہے موم۔ موم کا لفظ یاد آتے ہی سب سے پہلے شہد کی مکھی یاد آتی ہے۔

پھر عزیزہ شوکت اور نتاشہ نے مل کر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا کلام پیش کیا۔

مجھے دیکھ طالبِ منتظر مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں
جو خلوصِ دل کی رمق بھی ہے تیرے ادّعائے نیاز میں

ترے دل میں میرا ظہور ہے ترا سر ہی خود سرِ طور ہے
تری آنکھ میں مرا نور ہے مجھے کون کہتا ہے دور ہے

فرمایا۔

یہ نظم حضرت پھوپھی جان کی ہے ان کے کلام کا چوٹی کا نمونہ ہے یہ۔ ان کی جو چند بہترین نظمیں ہیں جس میں فصاحت و بلاغت کا کمال ہوا پڑا ہے یہ ان میں سے ایک ہے حیرت انگیز ہے۔

بقیہ صفحہ 5

ہے تو پجارو پر نکلتا ہے۔ اسے جب کوئی مرض لاحق ہوتا ہے تو ولایت میں جا کر علاج کرواتا ہے اگر مرض نہ بھی ہو محض خون پیشاب ہی ٹیسٹ کروانا ہو تب بھی لندن میں کرواتا ہے۔ نبض دکھانی ہو بی پی چیک کروانا ہو الٹرا ساؤنڈ یا ایکس رے کروانا ہو تو بھی انگلینڈ بھاگتا ہے تاکہ یہ سب کام خوبصورت اور نرم و نازک ہاتھوں سے کروائے اور ایسے میں کروائے کہ جب یہ سب کچھ کروا رہا ہو تو اس کے اردگرد مہ جبینوں کا' گل رخوں کا' گل بدنوں کا' گلفاموں کا' زہرہ جمالوں کا مجمع ہو۔ قارئین اسلامی منہاجی اور قرآنی بورڈ والے کے یہ سب کام عین اسلامی ہیں لیکن یہی کام کوئی دوسرا کرے تو وہ شریف نہیں بدمعاش ہے۔ ٹھیک ہی تو کہا تھا شاعر نے کہ۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

(ہفت روزہ "زندگی" لاہور 26 جولائی تا یکم اگست 1998ء ص 47)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 15 ستمبر- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں
کم سے کم درجہ حرارت 26 سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 33 سنٹی گریڈ
16- ستمبر غروب آفتاب 15-6
17- ستمبر طلوع آفتاب 51-5

عالمی خبریں

ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ علی خامنہ ای نے طالبان اور پاکستان کو خبردار کیا ہے کہ افغانستان میں پاکستان اور طالبان کی مشترکہ کارروائیاں علاقے میں کسی بڑی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی۔ ایک بیان میں علی خامنہ ای نے انتباہ کیا ہے کہ بڑی جنگ چھڑ سکتی ہے۔ پاکستان اور طالبان کی مشترکہ کارروائیوں سے ہمسایہ ممالک کی بقا کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ حالات قابو سے باہر ہو سکتے ہیں ایرانی رہبر نے کہا کہ طالبان نے افغانستان کے کئی حصوں میں قتل کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ پاکستانی طیاروں نے بھی بامیان کی تباہی میں حصہ لیا اور بعض اعلیٰ پاکستانی فوجی اہلکاروں نے اس سلسلے میں طالبان کی مدد کی۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تک میں نے جنگ کو بھڑکنے سے روکا ہوا ہے۔ لیکن ہر ایک جان لے کہ بڑا خطرہ بہت نزدیک آ چکا ہے۔ پاکستان کی افغانستان میں مداخلت کو روکا جائے۔

عراقی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد میں اپنی حکومت کو ہدایت کی ہے کہ سلامتی کونسل سے مذاکرات سے پہلے اقوام متحدہ کے معائنہ کار انسپکٹروں سے تعاون کیا جائے۔

افغانستان میں طالبان نے ایک اور کامیابی حاصل کی ہے اور صوبہ سمنگان کے ضلع درہ یوسف پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ یہاں ہتھیاروں کی بھاری مقدار بھی قبضہ میں آئی ہے۔ مخالف فوج کے 5 کمانڈر طالبان سے مل گئے ہیں۔

بوسنیا میں انتخابی عمل مکمل ہو گیا ہے۔ نتائج جمعرات سے آنے شروع ہو جائیں گے۔

امریکی خاتون ہیلری کلنٹن نے اپنے شوہر کے سکینڈل کے بارے میں تاثرات کو فی الحال اپنی ذات تک محدود رکھا ہے۔ وہ مقدمات کے بارے میں بھی معلومات حاصل نہیں کر رہیں۔

ترقی پذیر ممالک کو قرضہ دینے والا ادارہ' آئی ایم ایف خود مالی بحران کا شکار ہو گیا۔ اس کی بڑی وجہ مشرقی ایشیا کے ممالک کا بحران ہے۔ صرف ایک ماہ میں جاپان کی 1534 کمپنیاں دیوالیہ ہو گئیں جس سے دس کھرب ین کے اثاثے ڈوب گئے۔ آئی ایم ایف کے وسائل انتہائی کم سطح پر آ چکے ہیں۔

جرمنی کے چانسلر ہیلمٹ کوہل کو امید ہے کہ وہ ہفتہ کے روز ہونے والے عام انتخابات میں پانچویں بار بھی ملک کے سربراہ منتخب ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ ایک منفرد واقعہ ہو گا۔ ماضی کے جائزوں میں کوہل کے بارے میں ناامیدی ظاہر کی گئی تھی مگر اب ان کی پوزیشن مضبوط دکھائی دے رہی ہے۔

الجزائر میں قتل عام کے نتیجے میں 27- افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ مرنے والوں میں زیادہ تر بچے اور خواتین شامل ہیں۔ 1992ء سے اب تک 70 ہزار افراد اسلام پسندوں اور حکومت کی کشمکش میں ہلاک ہو چکے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملکی خبریں

وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ ایٹمی پروگرام رول بیک نہیں ہو گا۔ سی ٹی بی ٹی پر جلدی میں فیصلہ نہیں ہو گا۔ ہماری پالیسیاں پاکستان کے گرد گھومتی ہیں۔ پارلیمانی پارٹی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں کبھی دباؤ میں نہیں آیا۔ ہمیشہ قومی مفادات کو سامنے رکھا ہے۔ وزیراعظم نے اقوام متحدہ کے ہتھیاروں کے انسپکٹروں کی آمد کی اطلاعات کو بے بنیاد قرار دیا۔ اس اجلاس میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ڈاکٹر اشفاق احمد بھی شامل تھے۔

وزیراعظم نے اعلان کیا ہے کہ 26- اکتوبر کو خیبر سے چاغی تک "پرچم مارچ" کریں گے۔ مارچ کی سرپرستی میں خود کروں گا۔ یہ ملکی یکجہتی بقا اور سلامتی میں اہم سنگ میل ہو گا۔ نفاذ شریعت کی جانب قدم ہی نہیں اٹھایا چھلانگ لگائی ہے۔

سپاہ صحابہ کے مرکزی سیکرٹری جنرل علامہ شعیب ندیم کو واہ کینٹ کے لالہ رخ قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کے جنازے میں مولانا اعظم طارق کو نہ لانے پر سپاہ صحابہ کے ارکان نے پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر دھرنا دیا۔ علامہ کا جنازہ پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پڑھا گیا۔

اسلام آباد کی سڑکوں پر لال مسجد سے لے کر پارلیمنٹ ہاؤس تک سپاہ صحابہ کے کئی لاٹھی بردار ارکان نے مظاہرہ کیا۔ حکومت اور ایک ہمسایہ ملک کے خلاف نعرے بازی کی۔ سپاہ صحابہ کے شیخ حاکم علی کی طرف سے قتل کا مقدمہ ایک پڑوسی ملک کے سفیر' ایک وفاقی وزیر' اور ایک مذہبی جماعت کے رہنما کے خلاف درج کرانے کا اعلان کیا گیا۔ ملک کے کئی شہروں میں یوم احتجاج منایا گیا۔ ہڑتال ہوئی۔ مولانا اعظم طارق نے کہا کہ ہمسایہ ملک طالبان کے ہاتھوں شکست کا بدلہ پاکستانیوں سے لے رہا ہے۔

وزیر خارجہ سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ اگر سی ٹی بی ٹی معاہدہ بھارت نے تسلیم نہ کیا تو پاکستان پر بھی لاگو نہ ہو گا۔ ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ معاہدہ پر دستخط کی ڈیڈ لائن ستمبر 1999ء تک ہے۔ بھارت نے مزید ایٹمی تجربے کئے تو ہم بھی اس معاہدے کی شق نمبر 9 بروئے کار لا سکتے ہیں۔

پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے جماعت اسلامی نے سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کے خلاف مظاہرہ کیا۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ ہم سی ٹی بی ٹی کے حامی ارکان کا گھیراؤ کریں گے حکومت کی حمایت کرنے والے سائنسدان یاد رکھیں کل مجاہدین کی حکومت آنے والی ہے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے لندن میں بی بی سی سے انٹرویو کے دوران کہا کہ ملک میں میری موجودگی اہم نہیں۔ میں باہر رہ کر بھی تحریک چلا سکتی ہوں۔ نواز شریف نے ملک کو دیوالیہ کر دیا ہے۔ افغانستان کی وجہ سے مزید خطرات درپیش ہیں۔

نامعلوم دہشت گردوں نے اوکاڑہ میں مقامی شیعہ لیڈر حاجی ارشد علی کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔

پاکستان ایٹمی توانائی کمیشن کے انجینئروں نے مختصر فاصلہ تک مار کرنے والے میزائیل "شاہین" کو فائر کرنے کے لئے نیا لانچنگ پیڈ تیار کر لیا ہے۔ کمیشن کے ذمہ دار ذرائع نے بتایا ہے کہ یہ پیڈ موبائیل ہے اور متعدد بار استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور سٹیٹ آف دی آرٹ ٹیکنیک سوچ کا شاہکار ہے۔ ایٹمی ہتھیار لے جانے کے اہل بیلسٹک میزائیل کی مار ساڑھے سات سو کلومیٹر کر دی گئی۔

صحارا کپ میں پاکستان نے دوسرے ون ڈے کرکٹ میچ میں بھارت کو 51 رنز سے شکست دے کر پہلے میچ کی شکست کا بدلہ چکا دیا۔ معین خان اور آفریدی نے نصف سنچریاں بنائیں سلیم ملک نے 4 وکٹیں لیں۔ معین مین آف دی میچ رہے۔

ریٹائرڈ جنرل حمید گل نے کہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر فوج کی رضامندی کا تاثر درست نہیں۔ ارشاد نبوی ہے کہ جس نے فن حرب سیکھ کر بھلا دیا ہماری امت میں سے نہیں۔

بے نظیر بھٹو نے اپنے خلاف دائر کردہ ریفرنسوں کے قانونی جواز کو پھر چیلینج کر دیا۔ نئی درخواست میں عدالت عالیہ سے کہا گیا ہے کہ وہ پہلی درخواست مسترد کئے جانے کا فیصلہ واپس لے کر اس کی از سر نو سماعت کرے۔

آصف زرداری کی ہائی کورٹ کے راولپنڈی بنچ میں آمد پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور پریس فوٹو گرافروں پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ فوٹو گرافروں سے کیمرے چھین لئے۔ ہوٹل پر چائے پیتے ہوئے لوگ اور مقدموں کی پیروی کے لئے آئے ہوئے جیولرز بھی نشانہ بن گئے۔ پولیس نے کہا کہ ایلیٹ فورس کی شکایت صرف شہباز شریف سن سکتا ہے۔

لاہور ہائی کورٹ میں نواز شریف کے خلاف غداری کا مقدمہ درج کرنے کی درخواست پر ڈپٹی اٹارنی جنرل اور ایڈووکیٹ جنرل کو 23- ستمبر کے لئے نوٹس جاری کر دیا گیا۔ یہ درخواست جمعیت اہل حدیث کے چیئرمین عبدالقدیر خاموش نے دی ہے۔

سابق صدر فاروق لغاری نے کہا ہے کہ ملت پارٹی کے تحت انتخابات مخلوط ہوں گے۔ اسمبلیوں کی نشستیں دگنی کر دی جائیں گی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دکان: 212515 رہائش: 212300

امسال نازل ہونیوالی اللہ کی رحمتوں کے مبارک موقعہ پر احباب جماعت کی خدمت میں مبارکباد
گلوب ٹمبر کارپوریشن
رچنا ٹاؤن جی ٹی روڈ لاہور

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص ٭ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون : 647434

نئے موسم کے مطابق نئی ورائٹی نئے رنگ
تیار برقعے اور لیڈیز سوٹوں اور برقعوں کا کپڑا، جارجٹ، ڈبل جارجٹ، ساٹن جارجٹ، سٹون واش اور دیگر ورائٹی کوٹ پتلون کا کپڑا نیز اعلیٰ برقعوں اور کوٹ پتلون کی سلائی بھی کی جاتی ہے اور کوٹ پتلون مردانہ سوٹ گرم بھی تیار دستیاب ہیں۔ نیز اعلیٰ کوالٹی کی کڑھائی بھی کی جاتی ہے۔
ایم اشرف ٹیلرز ریڈی میڈ اینڈ کلاتھ ہاؤس
قریشی مارکیٹ گولبازار نزد مسلم کمرشل بنک ربوہ
04524-211365